حکمران کو دوراندیش ہونا چاہئے!

سلطان عبدالحمید، سلطنت عثمانیہ کے سربراہ تھے۔ مسلمانوں کا درد محسوس کرتے تھے۔ ان کا کہنا تھا کہ بحیثیت خلیفہ، مسلمان دنیا کے کسی بھی حصہ میں رہتے ہوں، ان کا تحفظ، ان کی ذاتی ذمہ داری ہے۔ وہ واقعی اس کلیہ پر عمل بھی کرتے تھے۔ تین براعظموں کا سلطان، خیر حکمراں تو تھا ہی مگر اس کے اندر کئی ایسی خصوصیات تھیں جو اسے دوسروں سے ممتاز کر دیتی تھیں۔ اس کا ذکر، میں جرمنی کے شہنشاہ کی زبانی بیان کرنا چاہتا ہوں۔ جرمنی پہلی جنگ عظیم اول سے پہلے ہی ایک صنعتی طاقت بن چکا تھا۔ بادشاہ، کچھ دنوں کے لئے سلطان عبدالحمید کا مہمان بنا۔ جب دونوں ایک دوسرے کو جان گئے تو جرمن بادشاہ نے ایک لازوال جملہ کہا۔ ''عبدالحمید کے پاس دنیا کے تمام حکمرانوں کی چورانوے فیصد ذہانت اور سیاسی شعور ہے۔ باقی دنیا کے بادشاہ یا حکمران عبدالحمید کے مقابلے پر صرف چھ فیصد سیاسی اور حکومتی شعور رکھتے ہیں۔'' یہ ایک ایسا تاریخی فقرہ ہے جس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ عبدالحمید بذات خود کیا تھا؟ برطانیہ، اس وقت ایک عالمی طاقت بن چکا تھا۔ پچھلی صدی کے ابتدائی دور کی بابت عرض کر رہا ہوں۔ اور وہ سلطان کو ایک بہت بڑا خطرہ تصور کرتا تھا۔ ہندوستان پر مغلیہ دور ختم ہو چکا تھا۔ مگر سطنت عثمانیہ بدستور قائم تھی۔ اور یہ مسلمانوں کی واحد طاقتور ریاست تھی۔ ویسے ایک سوال ضرور ذہن میں آتا ہے کہ کیا وجہ تھی کہ سارے وسائل ہونے کے باجود کسی بھی عثمانی حکمران نے صنعت و حرفت کی طرف سنجیدگی کا مظاہرہ نہیں کیا؟ ویسے آج بھی یہی معاملہ ہے۔ کوئی بھی مسلمان ملک، سائنس، جدت پسندی، تحقیقی اور معیشت کے میدان میں یورپ کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ پتہ نہیں، یہ کیا المیہ ہے۔ ویسے اس موضوع پر طالب علم کی حیثیت سے گزارشات پیش کرتا رہتا ہوں۔ مگر اس کا کسی قسم کا کوئی مثبت اثر دیکھنے کو نہیں ملا۔ خیر ذکر عثمانی سلطنت کا ہو رہا تھا۔ برطانیہ، مسلمانوں کی اس حکومت کو اپنے لئے خطرہ تصور کرتا تھا۔ بہت کم افراد کو اس امر کا ادراک ہے کہ آج سے ایک صدی پہلے ہی، ترکوں اور برطانوی حکومت نے مشرق وسطیٰ میں تیل کی موجودگی کا سروے مکمل کر لیا تھا۔ ترکوں نے تو باقاعدہ اس کا ایک مربوط نقشہ بھی بنا لیا تھا اور اس کو نکالنے کے لئے متعدد تجاویز زیر غور تھیں۔ برطانیہ کے پاس بھی تیل کے ذخائر کی مکمل تفصیل موجود تھی۔ سلطان نے ایک کمال منصوبہ بنایا تھا۔ انہوں نے ترکی سے حجاز تک ٹرین چلا دی تھی اور اس کا راستہ وہ رکھا تھا جہاں تیل کے ذخائر نزدیک تر تھے۔ انہوں نے وہاں فوجی چھاؤنیاں بنانے کا منصوبہ بھی تیار کر رکھا تھا۔ برطانیہ اسے ہر قیمت پر روکنا چاہتا تھا۔ اور اس نے کیا بھی۔ عرب قبائل کو ترکوں کے خلاف بھڑکایا۔ اور پہلی جنگ عظیم شروع کی۔ اس خوفناک جنگ کا ایک مقصد آج سے سو برس پہلے، مشرق وسطیٰ میں تیل کے ذخائر پر اپنا تسلط قائم کرنا تھا۔ بدقسمتی سے برطانیہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوگیا۔

کم لوگوں کو اندازہ ہے کہ سلطنت عثمانیہ میں ان گنت یہودی اور عیسائی پرامن طریقے سے رہتے تھے۔ ان پر کسی قسم کا کوئی جبر نہیں ہوتا تھا۔ مگر عثمانیوں نے ایک سخت حکم دے رکھا تھا۔ یہودی، بیت المقدس جاسکتے تھے۔ اپنی عبادات آزادی سے کر سکتے تھے۔ مگر وہاں جائیداد نہیں خرید سکتے تھے۔ غور سے پڑھئے۔ انہوں نے اسرائیل کی بنیاد نہیں پڑنے دی۔ سلطان عبدالحمید کا یہ فرمان تھا کہ کوئی یہودی بیت المقدس کے علاقے میں کھجوروں یا زیتون کا باغ تک نہیں لے سکتا۔ برطانیہ ہر قیمت پر اسرائیل بنانا چاہتا تھا۔ مگر عبدالحمید اس کی راہ میں بہت بڑی رکاوٹ تھا۔ یہاں سلطان کی فراست کا ایک واقعہ گوش گزار کرنا چاہتا ہوں۔ عبدالحمید پر ان گنت قاتلانہ حملے ہوئے۔ انہیں زہر دینے کی کوشش بھی کی گئی مگر سلطان ہر بار بچ جاتا تھا۔ عبدالحمید نے پوری دنیا میں جاسوسی کا ایک حیرت انگیز جال بچھا رکھا تھا۔ ایک بار جب برطانیہ کی ملکہ اور حکومت نے سلطان کو بہت تنگ کیا۔ تو سلطان نے اپنے ایک جاسوس کے ذریعے ملکہ کو ایک ایسا شربت پلوا دیا جس سے وہ نیند سے بیدار نہ ہو سکی۔ دو تین دن محو خواب رہی۔ پھر سلطان نے برطانوی سفیر کے ذریعے ایک دوائی بھجوائی۔ جس کے استعمال سے ملکہ ہوش میں آ گئی۔ یہ برطانیہ کے لئے بہت بڑا پیغام تھا۔ اس کے بعد وہ چند برس کے لئے بالکل خاموش ہو گئے۔ مگر جنگ عظیم کے خاتمہ کے بعد سلطنت عثمانیہ ختم کر دی گئی۔ مشرق وسطیٰ میں لکیریں کھینچ کھینچ کر، چھوٹی چھوٹی ریاستیں بنا دی گئیں اور تیل کے ذخائر پر بھی قبضہ کر لیا گیا۔ پھر سب سے بڑا سانحہ کہ اسرائیل کی بنیاد رکھ دی گئی۔ یہودیوں نے وہاں آباد ہونا شروع کر دیا اور آج تک وہ اسرائیلی ایک ناجائز ریاست کے طور پر موجود ہیں۔ اور مسلمانوں کے ساتھ ہر طرح کا ظلم روا رکھا ہوا ہے۔ بہر حال جب تک سلطان عبدالحمید حکمران رہے، اسرائیل کا خواب پورا نہیں ہوسکا۔

شاید آپ سوچ رہے ہوں گے کہ عثمانی سلطنت کی تاریخی کہانی سے ہمارا کیا تعلق ہے۔ میری نظر میں بہت زیادہ تعلق بھی ہے اور ایک سبق بھی ہے۔ وہ یہ کہ جو شخص ملک کا حکمران ہو، اس کی فراست، سمجھ بوجھ، معاملہ فہمی اور مستقبل میں جھانکنے کی طاقت بے مثال ہونی چاہئے۔ حکمران کو اندازہ ہونا چاہئے کہ اس نے کیسے اپنی رعایا کو انصاف، تحفظ اور ترقی کے مواقع مہیا کرنے ہیں۔ خیر سلطان عبدالحمید جیسے صاحب فہم انسان کا دوبارہ پیدا ہونا کافی مشکل ہے۔ مگر جزوی طور پر بھی، موجودہ حکمرانوں کے اندر فراست آ جائے تو وہ بھی غنیمت ہے۔ اب میں حد درجہ مشکل ملکی حالات کی طرف آتا ہوں۔ مجھے موجودہ ملکی حکمرانوں میں عقل، فہم اور دوراندیشی کا بہت خوفناک فقدان نظر آتا ہے۔ لوگوں کو ایک مخمصہ میں ڈال دیا گیا ہے کہ موجودہ وزیراعظم اور وزیراعلیٰ بالکل بے اختیار ہیں۔ اور یہ کٹھ پتلیاں ہیں۔ ذرا سوچئے، غور کیجئے کہ ان تمام حکمرانوں کے ذاتی کاروبار تو دن دگنی بلکہ لمحہ بہ لمحہ تیز رفتاری سے ترقی کر رہا ہے۔ رشوت ستانی کے وہ وہ واقعات سامنے آ رہے ہیں کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ ان کی دولت، تمام کرہ ارض کے ہر امیر ملک میں کسی نہ کسی طرح موجود ہے۔ لندن، پیرس، دبئی، افریقہ، پرتگال اور اس جیسے متعدد ممالک میں ان کی املاک موجود ہیں۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ان کے پاس کوئی اختیار نہ ہوں۔ مگر ان کی ذاتی دولت میں حیران کن اضافہ ہوتا جائے۔ اصل میں ہمارا موجودہ سیاسی سیٹ اپ لوگوں کو یہ بیانیہ بیچ رہا ہے کہ اختیار تو کہیں اور ہے۔ ہم تو صرف چہرے ہیں جن کے پاس کوئی اختیار نہیں ہے۔ احکامات تو کہیں اور سے آتے ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ اس میں بھی جزوی سچ ہو۔ مگر عوام کے مسائل حل نہ کرنے کے لئے موجودہ سیاسی لوگوں کو تو کسی ادارے نے نہیں روکا۔ یہ سیاسی لوگ اتنے فنکار ہیں کہ اپنے لئے تو دولت کے کوہ ہمالیہ اکٹھے کر رہے ہیں۔ اور بدنامی ایک مخصوص ادارہ کی طرف منتقل کئے جا رہے ہیں کہ جناب ہمیں تو کام کرنے کی اجازت ہی نہیں ہے۔ اپنے فائدے کے لئے تو ان کی سمجھ بوجھ سلطان عبدالحمید سے بھی کوسوں آگے ہے مگر عام لوگوں کے معمولی سے مسائل حل کرنے کے لئے یہ ہرگز تیار نہیں ہیں۔ خود سوچ کر بتائیے کہ ان آئی پی پی کے معاہدوں کو کیوں تبدیل نہیں کیا جا رہا؟ کیا وجہ ہے کہ جو معاہدے لوگوں کے لئے سوہان روح بن چکے ہیں، ان کی طرف، ان سیاسی فنکاروں کی توجہ نہیں ہے؟ مہنگائی کی طرف آئیے! آخر کیا وجہ ہے کہ سرکار کی توجہ قیامت خیز مہنگائی کی طرف نہیں جا رہی۔ یہ کام تو ان کا اپنا کرنے کا ہے۔ ان کے پاس مکمل انتظامی مشینری موجود ہے جو فعال ہو کر مہنگائی کے جن پر قابو پا سکتی ہے۔ مگر جب حکمران طبقہ کے کان پر جوں نہیں رینگ رہی تو انتظامی مشینری بھی بہت سست ہو جاتی ہے۔ اور قدرتی عمل ہے کہ پھر وہ بھی ناجائز دولت کی گنگا میں نہانا شروع کر دیتے ہیں۔ تباہ کن کرپشن کے ثبوت اب ہر باخبر انسان کے پاس موجود ہیں مگر سرکاری سطح پر کوئی بھی، کسی قسم کا مثبت قدم اٹھانے کے لئے تیار نہیں ہے۔ سلطان عبدالحمید کی ذہانت تو دور کی بات، مجھے تو حکمران طبقہ، کسی قسم کے کردار کی دولت سے بھی محروم نظر آتا ہے؟ ہوسکتا ہے کہ میں غلط ہوں۔ بلکہ خدا کرے کہ میرا تجزیہ بالکل بے معنی ہو۔ مگر کیا کروں، سامنے، تصویر میں تو بہت کچھ نظر آ رہا ہے؟